ایمان کو کھو بیٹھیں ——— آج کل ہمارے ساتھ بھی یہی سلوک ہو رہا ہے ——— قُلْ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ - اللہ نے یہ نہیں کہا کہ مرد ایک کمرے میں بیٹھ جائیں، پردے میں راستے میں جائیں، ہاں یہ کہا کہ جب کوئی اجنبی عورت آئے تو آنکھوں کو نیچے کر لو۔ تو گویا مرد کیلئے حجاب نہیں ہے، تو اس کیلئے زنا کے راستے کھلے ہیں۔ اس لئے کہ وہ ہر جگہ جا سکتا ہے۔ بازار میں وہ جا سکتا ہے، جنگل میں وہ جا سکتا ہے، جہاں جہاں عورت نہیں جا سکتی۔ وہاں مرد جا سکتا ہے، اس لئے کہ وہ ذرائع جو موانع ہیں زنا کے وہ مرد کے حق میں کم ہیں، بخلاف عورت کے کہ عورت کیلئے تو حکم ہے کہ تم گھروں میں رہو، تم گھر کی مالکہ ہو تم گھر میں رہو، گھر سے باہر بلا ضرورت نہ نکلنا، اور اگر نکلنا بھی ہو تو حجاب اور پردے میں۔ قُلْ لِّلْمُؤْمِنَاتِ يَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِهِنَّ - (س نور آیت ۳۱) ——— یہ بھی حکم ہے ——— دوسرے مقام پہ اللہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا: قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ وَبَنَاتِكَ وَنِسَاءِ الْمُؤْمِنِيْنَ يُدْنِيْنَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَابِيْبِهِنَّ ؕ (س الاحزاب آیت ۵۹) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا کہ تم اپنی بیویوں کو، اپنی بیٹیوں کو کہہ دیا کہ اپنے حجاب کو نیچے کریں ——— تو اب زنا کیلئے جو موانع ہیں وہ تو حجاب ہے۔ تو عورتوں میں چونکہ حجاب موجود ہے، اس لئے اس کے حق میں موانع زنا بہت ہیں ——— اب جو عورت ان موانع کے باوجود زنا کرے تو وہ نمبر ایک مجرم ہے، اور مرد کیلئے موانع زنا بہت کم ہیں، پھر اس کے بعد اگر وہ زنا کرے، وہ بھی مجرم ہے لیکن وہ نمبر دو مجرم ہے۔ اَلزَّانِيَةُ وَالزَّانِيْ - یہاں زانیہ کو پہلے ذکر کیا اور زانی کو بعد میں اس لئے کہ نمبر دو مجرم ہے۔ اور وہاں چور نمبر ایک مجرم ہے۔ غرض جسقدر تزکیہ اس وقت حضرت مولانا محمد یعقوب کا تھا۔ تو قرآن کے اسرار بھی اس کے مطابق ان پہ کھلے۔ تو قرآن دانی کیلئے وَيُزَكِّيْهِمْ کی ضرورت ہے۔ کہ جب قلب پاک ہوگا، ربط مع اللہ ہوگا، وہاں سے القاءِ مضامین ہوگا، وہاں سے لطائف حل ہو جائیں گے۔ لیکن اگر خدا کے ساتھ تعلق نہ ہو، قرآن مجید کی طرف کوئی توجہ ہی نہ ہو تو پھر معاملہ خراب ہے۔

بہر تقدیر ——— بھائیو! آج کے اس دور میں الحمد للہ یہ معجزہ ہے قرآن کا۔ اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ - اس قرآن کی برکت سے ہم مسلمان ہیں، آج بھی ——— آج خوش قسمتی ہے آپ کی کہ آپ کے استاد حضرت علامہ قاضی محمد زاہد الحسینی صاحب دامت برکاتہم فاضل دیوبند حضرت شیخ التفسیر لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ جیسے شخص جو کہ صحابہؓ اور

تابعین اور حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے جو تفسیر فرمائی اُس کا بیان کرنے والے عالم ہیں۔ یہ اللہ کا بہت بڑا احسان ہے ــــ بھائیو! قرآن کے الفاظ، قرآن کا معنیٰ وہی ہوگا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان کیا۔ افسوس! آج لوگ ہمیں بدقسمتی سے یہ بتاتے ہیں کہ نعوذ باللہ نعوذ باللہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مثال ایسی ہے، جیسے ایک ڈاکیہ خط لے آتا ہے اور کسی کو خط دیا اور وہ چلے گئے، اب خط جانے اور وہ آدمی جانے ــــ کہتے ہیں قرآن ہم اب سمجھیں گے۔ جو مطلب ہم لیں وہ صحیح ہے ــــ نہیں بھائی! پیغمبر اللہ کا خلیفہ ہوتا ہے، پیغمبر کی شان یہ ہے کہ وہ قرآن کا معنیٰ بتاتا ہے، ہمارے سامنے جو بھی کوئی معنیٰ بیان کرے ہم اُس سے پوچھیں گے کہ ہمیں صحیح احادیث میں بتائیے کہ یہ معنیٰ کہاں حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمایا ہے؟ یا صحابہؓ نے بیان کیا؟ اگر انہوں نے بیان کیا ہو تو بالرّاس وَالعَین۔ اور اگر انہوں نے نہیں بیان کیا تو ہمیں ایسے معانی کی کوئی ضرورت نہیں۔ اللہ جلّ مجدہٗ نے اپنے دین کی حفاظت فرمائی بڑی سعادت اور خوش قسمتی ہے۔ آپ بزرگوں کی کہ ایسا عالم اللہ نے آپ کو عطا فرمایا۔ بہر تقدیر یہ جماعت، یہ درس اللہ تا ابد باقی رکھے، حضرت شیخ التفسیر لاہوری رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت شیخ مدنی رحمۃ اللہ علیہ کا یہ صدقہ ہے۔ یہ اللہ جاری اور دائم رکھے اور ہمارے ان احباب کی عمروں میں برکت عطا فرمائے ــــ وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ؎

جمعیۃ العلماء مشرقی پاکستان کی دعوت پر حضرت شیخ الحدیث مولانا عبدالحق مدظلہٗ اور مدیر ماہنامہ الحق ۳ر جنوری کو ڈھاکہ تشریف لے جائیں گے انشاء اللہ ۹ر ۱۰ر جنوری تک دارالعلوم واپسی ہوگی ــــ (ناظم دارالعلوم)

فدائے ناموس ختم نبوت شورش کاشمیری کی باعزت رہائی اسلامیانِ پاکستان کی حمیّتِ دینی اور غیرتِ ایمانی کی ایک روشن دلیل ہے۔ یہ آزمائش شورش کیلئے دین و دنیا کی سرخروئی کا موجب ہے۔ انشاء اللہ حق تعالیٰ نے ختم نبوّت کی تاکید شورش سے کرائی، ابتلاء میں استقامت سے نوازا، اب انہیں رہتے دم تک اس خلعتِ فاخرہ پر اپنے رب کا شکر گزار رہنا ہوگا۔ ہم دل کی گہرائیوں سے انہیں خراجِ عقیدت پیش کرتے ہیں، اور زیادہ سے زیادہ جوشِ عمل اور اخلاص کے لئے دعاگو ہیں۔ ــــ (ادارۂ الحق) ــــ

قسط ۲

سیرت کی اہمیت

ارشادات علامہ شمس الحق افغانی مدظلہ

مرتب :- قاری محمد سلیمان استاذ جامعہ رحمانیہ حنفیہ لاہور

——— تو میں یہ عرض کر رہا تھا کہ رنگ کا مسئلہ اضافی ہے حقیقی نہیں، دیکھئے اگر ہم آم زرد پسند کرتے ہیں، تو تربوز سبز، جامن سیاہ دل کو بھاتا ہے تو انگور سفید. داڑھی کے سفید بالوں کے مقابلہ میں سیاہ زیادہ پسند ہیں۔ یہ کوئی خدائی فیصلہ نہیں بلکہ اپنا ذوق طبع ہے، ہر سفید چیز ہر ایک کو نہیں بھاتی اور نہ ہر سیاہ ہر ایک کو پسند ہوتی ہے۔ مسئلۃ الالوان اضافیۃ۔ ذوق، اپنی پسند اور اپنی نظیر کے لحاظ سے الگ الگ ہے، بلال حبشیؓ کے بدن کا ایک بال یورپ امریکہ کی کل کائنات سے زیادہ قیمتی ہے ——— میرا ذوق یہ ہے کہ میں ہمیشہ سیاہ گرگابی پہنتا ہوں۔ صندوق بھی سیاہ ہی پسند کرتا ہوں۔ یہ چیز مقولۂ کیف سے ہے، جو کہ جدا مسئلہ ہے۔

ترقی اور برتری کا معیار | رنگ روغن میں کچھ نہیں۔ لا فضل لعربی علی عجمی۔ کسی عربی کو عجمی اور کسی عجمی کو عربی پر فضیلت حاصل نہیں. اور نہ کسی کالے کو گورے پر۔ اور گورے کو کالے پر۔ اِلّا بالعلم والتقویٰ۔ مگر ہاں ملاّں پن اور تقویٰ کی وجہ سے۔ یورپ نے سکھایا۔ دیکھو! ملاّ پن کو ختم کردو یہ سوسائٹی کا مرد بیمار ہے۔ اس کو نکالو گے تو ترقی ملے گی۔ ان کو سب سے ذلیل سمجھو۔ لیکن اللہ فرماتے ہیں: یرفع اللہ الذین اٰمنو منکم والذین اوتوا العلم درجٰت۔ اللہ تعالیٰ تو ملاّ پن کو اونچا بتلاتے ہیں۔ اور تم نے یورپ کی تقلید میں کہا کہ یورپ والوں کا فرمان سچا ہے، قرآن جھوٹا ہے نعوذ باللہ. خدا اور خدا کے رسول کو جھوٹا کہا، ملا کو برا کہا۔ اللہ اور اس کے رسول کی توہین کی، فبای حدیث بعدہ یومنون!

تو اسلامی نظریے کے مطابق رنگ کوئی چیز نہیں۔ تم ابھی نابالغ بچے ہو کہ یورپ کی ٹانگ پکڑے بیٹھے ہو۔ رنگ پر اگر عرب ناز کریں تو ان کو بھی چھوڑ دو۔ یہ دنیا کی سب سے بڑی طاقتوں

کے سربراہ ولسن، جانسن، کوسیجن، حضرت علیؓ کے غلام قنبر کے برابر کیا۔ ؟ ان کے وضو سے پانی کے جو قطرے ٹپکیں ان کے برابر بھی نہیں ہو سکتے۔

احساس کہتری کے غلامو ہوشیار ہو جاؤ۔ خوابِ غفلت سے بیدار ہو جاؤ۔ کنتم خیرامۃ۔ مومن بالا ہے، ہر بالاتر سے بھی۔ انتم الاعلون ان کنتم مومنین۔ اونچے ہو جاؤ، دوسروں کے دست نگر کیوں بنتے ہو۔

غیر قوموں کی تقلید والئ قلات نے ایک دفعہ پوچھا کہ ہیٹ پہننا کیسا ہے۔؟ دراصل ان لوگوں کو پوچھنے کی بیماری ہوتی ہے، اتنا کون نہیں جانتا کہ ہماری تہذیب کیا ہے۔ اور غیر مسلموں کی کیا۔ علماء کے ساتھ تمسخر کے لئے یہ پوچھتے ہیں۔ میں نے کہا ہیٹ پہ ایک پیوند لگالو۔ اور پتلون۔؟ تو اس پر بھی ایک چیتھڑا لگالو۔ اس سے تمہیں احساس ہوگا کہ یہ ہماری پتلون ہے۔ چیتھڑا لگانے سے جرأت آجائے گی، تمہاری پتلون ہو جائے گی۔ موجد بنو، مقلد نہ بنو۔ گناہ ہی کرنا ہے تو نیا کرو، ان کا نہ کرو۔

ایک واعظ صاحب تھے، وہ اپنے وعظ میں کراماتِ اولیاء زیادہ بیان کرتے تھے، ایک دفعہ اسی سلسلہ میں کسی بزرگ کی خود تراشیدہ کرامت بڑھا چڑھا کر بیان کی۔ میں نے پوچھا کہ جناب یہ آپ نے کونسی کتاب میں دیکھی ہے، کہنے لگے جھوٹ بولنے کے لئے کتاب کی کیا ضرورت ہے۔ جھوٹ بولنے کیلئے جھوٹے مواد والی کتابیں، افسانے، ناول مل سکتے ہیں۔ لیکن جب جھوٹ ہی بولنا ہے تو اپنا بولو! پتلون ہی اگر پہننی ہے تو اپنی ایجاد کرو، فرنگی خبیث کی ایجاد کردہ کیوں پہنتے ہو۔ اس لئے میں نے والی صاحب سے کہا کہ ہیٹ میں کچھ تبدیلی کرلو۔ پاکستانی مغرب زدہ مسلمانوں کو کھیلنا بھی نہیں آتا، کھیل بھی ان کا کھیلتے ہیں، جن کے چمڑے میں لاکھوں مسلمانوں کا خون بھرا ہے، اپنے لئے راستہ خود وضع کرو۔ غیروں کے نقشِ قدم پر مت چلو، آپ میں خودی ہونی چاہئے۔ گناہ بھی اپنا ایجاد کرو، عہد کرلو، آج سے فرنگی کی تقلید سے توبہ۔ امریکیوں کا گناہ بھی نہیں کریں گے۔ کچھ غیرت باقی ہے یا کہ برف کے تودے بن کر رہ گئے ہو۔ قرآن و حدیث تو پھونکنی ہیں پھونکنی! اگر راکھ کے اندر کوئی انگاری ہے تو سلگ پڑے گی۔ اگر راکھ کا ڈھیر ہی باقی رہ گیا ہے تو پھر پھونکنے سے کچھ نہیں حاصل ہوگا۔

سیرت و صورت میں اعتدال کا نام خوبصورتی ہے، جس طرح بدن کے اعضاء ہیں۔ اسی طرح روح کا ڈھانچہ اور شکل ہے۔ روح بھی خوبصورتی، بدصورتی دونوں کو قبول کرتی ہے، روح کیسے

کہتے ہیں - قل الروح من امر ربی - یہ ایک امر ربی ہے - وما اوتیتم من العلم الا قلیلا ! بہرحال علم قلیل کے مطابق بھی عرض کرنے کے لئے وقت درکار ہے، حکماء اور اطباء نے فرمایا ہے کہ انسان کے اعضاء رئیسہ ہیں - دل، دماغ اور جگر۔ اسی طرح روح انسانی کے بھی بنیادی تین اعضاء ہیں - ۱- قوت خواہش (نزوعیہ) کسی چیز کی محبت والفت، اسکو شہویہ بھی کہتے ہیں - اس طاقت کے ذریعہ طبیعت کا میلان کسی خاص طرف ہوتا ہے۔

۲- قوت غضبیہ - جو کوئی مضر چیز سامنے آئے اسکی مدافعت کرنے کیلئے دشمن کے مقابلہ کے لئے، غرض یہ ایک انتقامی قوت ہے جو خاص موقعوں پر ابھرتی ہے۔ جیساکہ ۶ ستمبر ۱۹۶۵ء کو زندہ دلان لاہور نے بھارتی درندوں کا منہ توڑ جواب دیا۔ امام ربانی مجدد الف ثانیؒ اپنے ایک مکتوب میں گورنر لاہور کو لکھتے ہیں کہ لاہور ایک مخصوص شہر ہے جس کے باشندے اور حکمرانوں کو دین کی حفاظت کی توفیق ملتی ہے۔

ملک سے زیادہ دین کی حفاظت ضروری ہے۔ | اس جنگ میں آپ نے ملک اور اپنی عزت وناموس کی حفاظت کرکے واقفیت کا ثبوت دیا ہے۔ ملک سے زیادہ دین کی حفاظت کی ضرورت ہے، دین نہ رہا، ہم نہ رہے تو کس کام کے گلاب، پھول تو موجود ہو لیکن خوشبو نہ ہو محفل میں رکھا بھی بے رونق ہوتا ہے۔ چنبیلی، عطر اگر خوشبو نہ ہو تو کس کام کے نہیں۔ ہماری بو ہمارا ایمان ہے۔ ایمان اگر نہ رہا تو راکھ اور ہم برابر ہیں۔ پھر ہندو ہم پر غالب آگئے یا ہم ہندو پر غالب آگئے، دونوں برابر ہے۔

۳- قوت عقلیہ - علم حاصل کرنے کی طاقت، اللہ تعالیٰ نے یہ طاقت بھی انسان میں رکھی! اگر یہ بنیادی اعضاء درست ہوں، متوازن ہوں - معتدل ہوں تو روح خوبصورت ہے۔ افراط و تفریط سے بدصورتی ہوجاتی ہے۔ قوت شہویہ کو کس لئے پیدا کیا -؟ اعتدال کیا ہے -؟ مال، بیوی، بچوں مکان، باقی جسمانی ضروریات اس طاقت کے تحت حاصل ہوتی ہیں۔ یہ طاقت نہ ہوتی تو طلب نہ پیدا ہوتی۔ یہ ہے اعتدال۔ بے اعتدالی یہ ہے کہ یہ طاقت کم ہو، جیسے جسمانیات میں ناک رائی کے دانے کے برابر ہو یا زیادہ ہو جیسے ہاتھی کی سونڈ - ہاتھ پاؤں توڑ کر بیکار محض ہوکر بیٹھ جانے، کہ کوئی میرے منہ میں لقمہ ڈالے، جب ہی کھاؤں گا، یہ روح کی بے اعتدالی ہے۔ کہ میلانی قوت ناقص، کم اور چھوٹا ہو، ایساکہ ضرورت کی چیزیں بھی طلب نہیں کرسکتا۔ حضرت عمرؓ کا قول ہے، اے علماء دین! سونا اور چاندی آسمان سے نہیں اترتے، اس لئے قوم پر رحمت بوجھ بنو! اپنی روٹی خود کماؤ۔

علماء کے افلاس کی حکمت | وزارت کے وقت والی قلات نے مجھ سے پوچھا کہ مولوی کیوں مفلس ہے۔؟ علماء کیوں محتاج ہیں، میں نے کہا اللہ کے ہاں تو مقبول ہیں۔ بات یہ ہے کہ جو چیز ملت کے لئے انتہائی ضروری ہو۔ اسکو اللہ تعالیٰ بہت عام فرما دیتے ہیں، جیسا کہ پانی بہت ضروری ہے۔ اس لئے یہ عام اور مفت مل جاتا ہے۔ کہ اس کے بغیر چارہ نہیں۔ اور اگر قیمت بھی وصول کی جائے تو بہت کم نہ ہونے کے برابر۔ چنانچہ پانی کو عام فرمایا۔ دیکھئے سندھ کہاں سے نکلتا ہے، اگر یہ پانی ایثار نہ کرتا، اپنی جگہ سے حرکت نہ کرتا، اسی طرح لاہور کے پانچ دریا حرکت نہ کرتے تو لاہور والے قطرہ آب کو ترس جاتے۔

سورج کی انتہائی ضرورت تھی، اسکی روشنی کو عام کر دیا، جدید یا قدیم سائنس کے مطابق زمین سورج کے گرد گھومتی ہے۔ یا سورج زمین کے گرد گھومتا ہے، دونوں حال میں ایک محسوس حرکت ہے۔ اسی قاعدہ کے مطابق ہر حاجت کی چیز کے لئے حرکت کی ضرورت ہے۔ میں نے کہا، آپ کے ہاں سیب عام ہے آپ کراچی بھیج دیتے ہیں کہ وہاں کی ضرورت پوری ہو، کہنے لگے یہ بات تو ٹھیک ہے، میں نے کہا تو پھر عالم اور مولوی کی حرکت بھی مبنی ہے حاجت پر۔ دیکھئے آپ کو حاجت تھی کہ تقریر سننے آئے۔ اب تقریر ختم ہو گی تو گھر کو چل دیں گے کہ سونے کی حاجت ہے، لیکن جب جا کر سو گئے تو حرکت ختم ہو جائے گی، کہ حاجت باقی نہیں۔ آپ گھر سے دفتر جاتے ہیں، اس لئے کہ سرکاری ڈیوٹی ادا کرنے کی حاجت ہے، جب دفتر پہنچ گئے، تو بس حرکت بند ہو گئی کہ جائے حاجت اور منزل مقصود تک پہنچ گئے، فلسفہ حرکت وسکون حاجت کے تحت ہے، امت کو مولوی کی ضرورت تھی۔ مولوی میں حاجت پیدا کر دی کہ حرکت کرے۔ یعنی مولوی کا احتیاج تمہارے احتیاج کے تحت ہے، یعنی یہ بھی دراصل تمہارا احتیاج ہے۔

علماء خدا کے ہاں عزت والے ہیں۔ | کوئٹہ میں ایک صاحب نے کہا، مولانا! فی زمانہ علماء کی کوئی قدر و قیمت، کوئی عزت، کوئی وقار نہیں، میں نے کہا! کس کے ہاں نہیں! کیا ڈپٹی کمشنر یا کمشنر کے ہاں نہیں! ان کے ہاں نہیں تو نہ سہی، خدا کے ہاں تو عزت ہے، میں نے یہ آیت پڑھی:- یرفع اللہ الذین امنوا منکم والذین اوتوا العلم درجت۔ اولاد آدم میں عزت، رتبہ، رفعت، مدارج عالیہ تو مومنوں اور اہل علم ہی کے ہیں، اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: قل ھل یستوی الذین یعلمون والذین لا یعلمون۔ کیا عالم اور جاہل برابر ہیں۔؟ یعنی اگر جاہل تمام کرۂ ارضی کا مالک ہے اور عالم کے ہاں رات کے لئے آٹا بھی نہیں۔ مگر خدا کے ہاں عزت اس عالم کی ہے، زمین کی چند کھوپڑیاں

عارضی اقتدار کی کرسی پر بیٹھ کر چند ٹکوں کے چند روزہ مالک علماء کی عزت نہیں کرتے تو کیا ہوا۔

لیاقت علی خان کا زمانہ تھا، میں نے کہا ملک کے طول و عرض میں وزیر اعظم کی عزت ہے کہ نہیں؟ کہنے لگے ضرور ہے۔ میں نے کہا ہمارے بنگلہ کا خاکروب رام کلّہ ہے اس کے ہاں تو لیاقت کی کوئی عزت نہیں، تو پھر لیاقت علی کی کوئی عزت نہ ہوئی؟ کہنے لگے، رام کلے عزت کرے یا نہ کرے اس سے لیاقت کی عزت پر کوئی فرق نہیں پڑتا۔ میں نے کہا یہ حاکم تو رام کلے کے برابر بھی نہیں، اگر یہ مولوی کی عزت نہ کریں۔ تو بیشک نہ کریں، وہاں اوپر تو مولوی کی عزت ہے۔ عزت کی جگہ تو وہ ہے۔

میں والئی قلات اور ایک اور صاحب اقتدار تینوں اکٹھے نماز پڑھ کے نکلے تو آگے ایک بڑھیا آگئی اور اپنا بچہ میرے سامنے سے آئی اور کہا مولانا بچے کے سینہ پر ذرا ہاتھ پھیر دیں۔ میں نے کہا اللہ تعالیٰ نے آپ کے لئے اس عورت کو سامنے سے آیا، اور مجھے دوسری دلیل مل گئی۔ میں نے کہا والی صاحب! آپ ان کے بادشاہ ہیں، یہ آپ کی رعیت ہے، اور میں غیر ملک کا آدمی ہوں۔ آپ ہزاروں کے مالک ہیں، نوٹوں کے مالک ہیں، یہ کیا بات ہے کہ بوڑھی بچے کو میرے سامنے لائی، آپ کے سامنے نہ لائی۔ حالانکہ میں بھی آپ جیسا ایک انسان ہوں۔ میرے پاس وہ دولت بھی نہیں جو آپ کے پاس ہے، کوئی عہدہ نہیں، کوئی اقتدار نہیں۔ پھر کیا بات ہے کہ یہ بڑھیا میرا ہاتھ بچے کے سینہ پر پھرواتی ہے۔ اور آپ کا نہیں۔ آخر فرق کیا ہے، اس میں کیا حکمت ہے؟ یہی نہیں بلکہ آپ نے یہ بھی کبھی سنا ہے کہ کوئی عورت اپنے بچہ کو اٹھا کر کسی وائسرائے کے پاس لے گئی ہو، پورے ہندوستان کا وائسرائے، کہ بچے کو ذرا دم کر دیں، مقام غور ہے، اس گئے گزرے زمانے میں بھی اللہ نے اس بڑھیا کے دل میں حق بات ڈال دی، اور اسے سمجھا دیا کہ یہ ہاتھ اور ہاتھوں سے ممتاز ہے۔ یہ علم اللہ نے اس کے سینہ میں ڈالا۔ کہ یہ علم والے کا ہاتھ ہے، اس میں خاص برکت ہے، وہ لاعلم کا ہاتھ ہے، اللہ جسکو اونچا کرے اسکو کون ذلیل کر سکتا ہے۔

انسانی قویٰ کو اعتدال میں رکھنا حسن سیرت ہے خیر! روح کی خوبصورتی اس میں ہے کہ انسان کے اندر جو میلان ہے، وہ ایک انداز سے اور اعتدال میں رہے۔ ایسا کہ ضروری چیزوں کی طلب نہ چھوڑے اور حرام کی طلب نہ کرے۔ یورپ کی ناک ہے، گز لمبی ہوگئی کہ حد سے تجاوز کرنے لگی اور بعض نام نہاد متوکلین بلکہ معطلین نے حلال چیزوں کی طلب بھی چھوڑ دی۔ اپنی خواہش نفس

کو اتنا کم کر دیا، کہ ان کی روح اعتدال پر نہ رہی۔ حالانکہ طلب الحلال فریضۃ بعد الفریضۃ ۔ کسب حلال فرائض کی ادائیگی کے بعد ایک اہم فریضہ ہے، جو ہر مسلمان پر فرض ہے۔ قوت غضبیہ بھی اعتدال سے حد سے آگے نہ بڑھے۔

انسانیت کا سب سے بڑا قاتل امریکہ ہے۔ اس شیطان نے پہلے کوریا میں کشت و خون کیا، اب ویٹنام میں نابالغ بچے بچیوں اور عورتوں پر ظلم کے پہاڑ توڑ رہا ہے، امریکی درندے اتنا ظلم ڈھا رہے ہیں، کہ اگر آج اللہ کی عدالت قائم ہو جائے اور ظالموں کی فہرست تیار کی جائے تو سب سے زیادہ انسانیت کے قاتل یہی نکلیں گے۔ یہ قوت غضبیہ کی بے اعتدالی ہے۔ غصہ کی طاقت بے جا صرف ہو رہی ہے، دین و ایمان، جان و مال، ملک و وطن، عزت و ناموس بچانے کی خاطر غصہ کو استعمال کرنا۔ یہ اعتدال ہے۔ امریکہ ان میں سے کسی ایک کیلئے بھی نہیں لڑتا۔ وہ تو سراسر ظلم کرتا ہے۔

نئی تہذیب کے ہولناک نتائج اور دعویٰ یہ ہے کہ ہماری تہذیب سیکھو، ہم بڑے مہذب ہیں۔ ۱۴ء کی تو پرانی جنگیں ہیں، یہ اب ۳۹ء کی جنگوں کے بعد مغربی جرمنی میں یہ مجلس مشاورت اس فیصلہ کے لئے بیٹھی کہ کتنے انسانوں کی جانیں کام آئیں اور کیا خرچ آیا۔ تو فیصلہ یہ ہوا۔ کہ ان جنگوں میں چھ کروڑ انسانوں کا قیمہ کیا گیا، اور پندرہ کروڑ بے گھر ہوئے، اور ان بدمعاشوں اور شریروں نے اتنی دولت ان پر برباد کی کہ اگر کل دنیا کے انسانوں چھوٹے بچوں سے کر بوڑھے تک کی ہر ۲ سو روپیہ ماہوار تنخواہ مقرر کی جاتی تو ایک سو سال تک نہ ختم ہوتی۔ یہ انہوں نے چار سال میں ختم کر دی۔ یہ ہیں دنیا کے سب سے بڑے عقلاء، اب بھی یورپ میں ۵۲ ارب روپیہ سالانہ سگریٹ پر خرچ کیا جاتا ہے، جس سے پاکستان کے دس کروڑ مسلمان سینکڑوں برس تک چین کی زندگی بسر کر سکتے ہیں۔ میں کہا کرتا ہوں کہ سگریٹ پینا، نوٹوں کے جلانے کے مترادف ہے۔ بچہ اگر نوٹ کو جلائے تو باپ اسکو ایک تھپڑ رسید کرتا ہے، کہ بیوقوف پاگل اتنی تمیز نہیں۔ تو بچے کو بھی حق پہنچتا ہے کہ ایسے لوگوں کو دو رسید کر دے، کہ تو خود پاگل ہے، میں تو صرف نوٹ جلاتا ہوں اور تم اس کا سگریٹ بنا کر پیتے ہو، بھائی سگریٹ نوٹوں ہی سے تو ملتے ہیں، ویسے تو نہیں ملتے۔ انگریز نے پہلے چائے اور تمباکو مفت تقسیم کیا، کہ ان کو جب نشہ پڑھے گا تو خود بخود منگوائیں گے اور ان کی دولت میرے ہاتھ آئے گی۔ بے غیرت انگریز خبیث سے دشمنی نہیں کرتے، جس نے جہاں ہاتھ پہنچا اسکو ذلت کے گڑھے میں دھکیلنے کی کوشش کی، اور